رات کے اس پہر بجنے والی موبائل کی بیپ نے اس کی نیند کے تسلسل کو توڑا. ادھ کھلی آنکھوں سے موبائل کی چمکتی ہوئی اسکرین پر جو نظر ڈالی تو اس کی توقع کے مطابق وہی مانوس نمبر جگمگا رہا تھا. اس نے ساتھ لیٹی امی جی کے چہرے کی طرف کن انکھیوں سے دیکھا, جو بے خبر سوئی ہوئی تھیں.

دس بارہ دن ہو گئے تھے عفت عجیب سی بے چینی کا شکار تھی, موبائل کی ہر گھنٹی پر دل دھڑک جاتا. دوسری طرف سے کالز اور میسجز کا سلسلہ اس طرح سے جاری تھا کہ کچھ دیر ہو جانے پر اب اسے بھی انتظار سا محسوس ہوتا. ابھی پچھلے مہینے ہی اس کے بے حد اصرار پر اس کے ابو جی اپنی لاڈلی بیٹی کے لیٔے ایک موبائل فون لے آئے تھے.

ہوا کچھ یوں کہ چند دن پہلے اس کے موبائل پر انجانے نمبر سے کال آنے لگی. اس نے یہ سوچ کر کہ کسی دوست یا جاننے والی کال کر رہی ہو گی, کال ریسیو کر لی. مگر دوسری طرف سے مردانہ آواز سنتے ہی رانگ نمبر کہہ کر کال منقطع کر دی. بس وہ دن ہے اور آج کا دن میسجز اور کالز کا ایسا تانتا بندھا جو رکنے کا نام ہی نہ لیتا. کال تو اس نے کوئی رسیو نہ کی مگر میسجز پڑھتی رہی. اس کا نام پوچھا جاتا, فون اٹھانے پر اصرار کیا جاتا اور اس کی آواز کی خوب تعریف کی جاتی, اپنے بارے میں بتایا جاتا. اس کے جواب نہ دینے کے باوجود میسجز اور کالز کا سلسلہ مستقل مزاجی سے جاری تھا. عفت کے لیٔے یہ سب نیا تھا. چھوٹی سی عمر کا ایک انجانا سا احساس تھا جسے وہ خود سمجھنے سے قاصر تھی.

کیا ہوا اگر میں بھی ایک میسج کر دوں یہی پوچھ لیتی ہوں کہ کون ہو اور کیوں مجھے تنگ کر رہے ہو, اس لمحے اس کے دماغ میں خیال کوندا. ٹائم دیکھا تو رات کے تین بج رہے تھے. کتنی ہی بار اس نے میسج لکھ کر مٹایا, عجیب شش و پنج کا شکار تھی. کوئی رات کے اس پہر بھی اس سے بات کرنے کے لیٔے بے چین تھا, یہ خیال اسے نہ جانے کیوں ایک انجانی سی خوشی دے رہا تھا. بالآخر سوچ بچار کے بعد اس نے ایک میسج ٹائپ کر لیا. جس میں اس نے لکھا کہ وہ کون ہے اور رات کے اس پہر اسے کیوں تنگ کر رہا ہے. ہاں کوئی بات نہیں ایک میسج ہی تو ہے, اور پوچھ لینے میں قباحت ہی کیا ہے, اس نے خود کو تسلی دی. ابھی بٹن دبانے ہی لگی تھی کہ بجلی کی سی تیزی سے ایک چہرہ اس کی دماغ کی اسکرین پر ابھرا. وہ خود حیران تھی کہ ایسا کیوں ہوا.

"میری بیٹی تو میرا مان ہے"

استحقاق سے کہا ہوا یہ جملہ جو اس کے بابا اس کا ماتھا چومتے ہوئے اکثر دہرایا کرتے تھے. اس کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے.

"بیٹیاں جب معاشرے میں سر جھکا کر چلتی ہیں ناں تب ہی اس کے بھائی اور باپ سر اٹھا کر چلنے کے قابل ہوتے ہیں"

شفقت و محبت سے کہا گیا بابا کا ایک اور جملہ دل کی تار چھیڑ گیا. اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا. جب کبھی امی جی بابا کو اسے سر چڑھانے کا طعنہ دیتیں تو بابا کی طرف سے ایک مخصوص جواب آتا کہ

" عفت تو اپنے بابا کا غرور ہے"

اور ہمیشہ ہی اسے یہ جملہ سرشار کر دیتا. اسے اپنا سارا وجود سن ہوتا ہوا محسوس ہوا, بڑی مشکل سے بستر پر سے اٹھی. پسینے سے شرابور لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ بالکونی میں جا کھڑی ہوئی.

"میری بیٹی تو میرا غرور ہے" "میری بیٹی تو میرا مان ہے" "میری بیٹی بہت بہادر ہے "

کانوں میں گونجتی بابا کی آواز اب تک سنائی دے رہی تھیں.

جی بابا جانی میں کمزور نہیں ہوں, آپکی عفت آپ کا غرور نہیں توڑے گی ان شاء اللہ. آپ کا سر کبھی جھکنے نہیں دے گی, آپ کا یہ مان ہمیشہ قائم رکھے گی. آپ کی دی گئی محبت کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھائے گی."

وہ سرگوشی میں بولتی گئی, آنسو اس کے گالوں کو تیزی سے بھگو رہے تھے.

اس نے جلدی سے اس نمبر کو بلاک کیا. سکون کے احساس کے ساتھ اس نے گہرا سانس لیا اور آسمان کی جانب دیکھنے لگی رات آخری سانسیں لے رہی تھیں کچھ دیر میں سحر ہونے کو تھی. ماحول کا جائزہ لیتی نگاہ نیچے صحن میں پہنچی تو دیکھا, بابا تہجد پڑھنے کے بعد اللہ رب العزت کے سامنے ہاتھ پھیلائے دعا مانگنے میں مصروف نظر آئے. اس کے بابا اللہ سے اس کی عزت و آبرو کی دعا مانگیں اور اللہ پاک اسے گناہوں کی دلدل سے نہ بچائیں ایسا کیسے ہو سکتا تھا. اسے اس لمحے اپنے بابا پر بے حد پیار آیا. ان کی صحت و سلامتی کی دعا کرتی وہ وضو کے لیٔے اٹھ کھڑی ہوئی.

انجان نمبروں کے ذریعے پھینکا ہوا یہ شیطان کا جال ہوتا ہے جو وہ صنف نازک پر پھینکتا ہے, ایک جگہ سے نشانہ چوک جائے تو دوسری جگہ آزماتا ہے اور جہاں نشانہ لگ گیا رسوائی و پچھتاوا لڑکی کے حصے میں ہی آتا ہے. قابل تعریف ہیں وہ لڑکیاں جو ان جالوں سے اپنی اور اپنے سے وابستہ رشتوں کی ناموس کو بچا لیتی ہیں اور اپنے والدین کا مان ٹوٹنے نہیں دیتیں.